سوال

(145) کیا قیئ نجس ہے‘اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا قیئ نجس ہے .؟ کیا اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ۔ سائل : الحاج امیر رحمن

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اول کیا قیئ نجس ہے .؟

دوم : کیا اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور یہ پہلے مسئلے کی فرع ہے ۔

ہم کہتے ہیں : قیئ کے نجس ہونے میں علماء کا اختلاف ہے ‘محققین کا مذہب یہ ہے کہ یہ نجس نہیں ہوتی ۔ وہ اس مسئلے پر کئی دلائل سے استدلال کرتے ہیں ۔

(1) : نبی ﷺ نے کسی صحیح حدیث میں نہ اس کے ازالے کا حکم فرمایا ہے اور نہ اس سے وضوء کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ نجس ہوتی تو نبی ﷺ کا اسے بیان کرنا ضروری تھا کیونکہ لوگ اس میں بکثرت بتلا ہوتے ہیں ۔

(2) : اصل ہر چیز میں طہارت ہوتی ہے تو اس سے نقل کے لیے صحیح ناقل کا ہونا ضروری ہے جس کا کوئی معارض نہ ہو اور ہو تو راجح نہیں مرجوح ہو۔ اور یہ اہم قائدہ ہے جس کی اکثر مسائل میں مفتی کو ضرورت پڑتی ہے ۔ اسی لیے نواب صدیق حسن خاں نے الروضۃ الندیہ (1 47-48) میں قیئ کرنے سے وضوء کو ترجیح دی ہے ۔ اور جو کہتے ہیں کہ نجاست قیئ کی دلیل اجماع ہے تو صرف دعوی ہی ہے ۔

دوسرا مسئلہ :

قیئ سے وضوء کے ٹوٹنے کا مسئلہ ہو ہم کہتے ہیں ۔ جب قیئ کی عدم نجاست ثابت ہوگئی تو اس کے نکلنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا ۔ البتہ مستحب ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ثابت ہے ۔

ابو الدرداء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قیئ کی تو آپنے روزہ توڑا اور وضوء کیا ۔ میری مسجد دمشق میں ثوبان سے ملاقات ہوئی تو میں نے اسے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا درست ہے آپ ﷺ کو وضوء کراتے ہوئے میں نے ہی پانی ڈالا تھا ۔

ترمذی(1 27)احمد(6 443)المشکوٰۃ(1 176)

اس حدیث سے استحباب ثابت ہوتا ہے صرف کسی فعل کا کرنا وجوب پر دلالت کے لیے کافی نہیں۔اسی لیے شیخ الاسلام الفتاویٰ(21 242)میں کہتے ہیں:قیئ'نکسیر'سنگی اور فصد(پچ لگانا)اور زخمی ہونے سے وضوء کرنا مستحب ہے جیسے کہ نبی ﷺ اور صحابہ سے وارد ہے کہ وہ ان چیزوں سے وضوء کیا کرتے تھے اس کی فرضیت کے لیے کتاب وسنت میں کوئی موجب دلیل نہیں۔ارواء الغلیل(1 148)رقم:(111)میں ہے:

(فائدہ):۔مصنف نے حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قیئ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ قید لگائی ہے کہ وہ بہت زیادہ ہو اور یہ زیادہ ہونا ہر کسی کا اس کے اندازے پر موقوف ہے تو اس قید کا حدیث میں بالکل ذکر نہیں(یعنی ابوداؤد کی مذکور حدیث)اور حدیث وضوء کے ٹوٹنے پر مطلقا دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہ مجرد رسول اللہ ﷺ کا فعل ہے اور اصلا وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرنے کے لیے مشروع ہے۔

وجوب کے لیے خاص دلیل کا ہونا ضروری ہے اور اس کا یہاں کوئی وجود نہیں اکثر محققین کہتے ہیں کہ قیئ سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی ہیں۔

علامہ ابن حزم المحلیٰ(1 235)میں کہتے ہیں:
قیئ کم ہو یا زیادہ اس سے وضوء ٹوٹنا اسی طرح کھٹے پانی اور پیپ سے''الخ'دیکھیں تمام المنہ(ص:53)اور المجموع(2 551)میں ہے''وہ رطوبت جو معدے سے خارج ہو حنفیہ کے نزدیک پاک ہے''۔

شاہ ولی اللہ الدھلوی حجۃ اللہ البالغہ میں کہتے ہیں۔:ابراہیم کہتے ہیں بہتے والے خون'قیئ کثیر سے وضوء کرنا ہے'اور حسن کہتے ہیں:نماز میں قہقہہ لگانے سے وضوء ہے۔دوسروں نے یہ قول نہیں کیا اور اس دلیل میں ایسی حدیث ہے کہ جس کے صحیح ہونے پر حدیث کی معرفت رکھنے والے علماء جمع نہیں ہوسکے۔اواصح بات یہ ہے:''جس نے احتیاط کی اس نے اپنی عزت اور دین بچا لیا اور جس نے یہ کی تو صریح شریعت میں اس پر کوئی سبیل نہیں''۔ زیادہ خون اور قیئ سے بدن آلودہ ہوتا ہے اور انسان کمزور ہوتا ہے اور نماز میں قہقہہ لگانا ایسی غلطی ہے جس کا کفارہ ہونا چاہیے تو اگر شارع نے وجوب کا حکم نہیں دیا اور بغیر عزیمت کے ترغیبی حکم دیا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔الروضۃ الندیہ کی تطبیق والے نے (1 47)میں کہا ہے قیئ سے وضوء کے ٹوٹنے کے بارے جو احادیث مروی ہیں وہ ضعیف اور استدلال کے قابل نہیں۔اور اسی طرح ہی حال ہے ان احادیث کا جو وارد ہیں غیر سبیلین سے خارج ہونے والی نجاست سے وضوء کے ٹوٹنے کے بارے میں اور قہقہہ سے وضوء کے ٹوٹنے کی حدیث تو بہت ضعیف ہے۔بلکہ بہت سے حفاظ نے اس پر موضوع کا حکم لگایا ہے۔حق یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ناقض وضوء نہیں۔ہم سب کا یہ فرض ہے کہ جب ہمیں حق کا علم ہوجائے تو اسی کی طرف رجوع کریں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج1ص330

محدث فتویٰ